Al-Azhār

Volume 11, Issue 01 (Jan-June, 2025)
ISSN (Print): 2519-6707

Issue: https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/23
URL:https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/566
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17651161

Title Contemporary Fiqh Issues Related to Women in the Light of Tafseer al-Nisa."

Author (s): Safina Durrani, Dr.Fatima

Received on: 26 April, 2025
Accepted on: 27 May, 2025
Published on: 25 June, 2025

Citation: "Safina Durrani, Dr.Fatima "Islamic Rulings Regarding Spies in Wartime: Contemporary Fiqh Issues Related to Women in the Light of Tafseer al-Nisa.".''vol.11, Issue No.1 (2025)P:13-38

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

خواتین سے متعلق جدید فقہی مسائل تفسیر النساء کی روشنی میں

"Contemporary Fiqh Issues Related to Women in the Light of *Tafseer al-Nisa*."

**Safina Durrani*
***Dr.Fatima*

Abstract:

Women play significant role in the formation of human society. They play key role in the brought up of their children. They are the basic institutions of learning for their children.

This is an undeniable fact that women and men are created in different physical structure; they are different in terms of emotions and requirements.Similarly they have different strengths and weaknesses so their problems, responsibilities and commandments for them are different too.

Tafseer un nisa which is compiled by shaykh ibni nawab, it is the first ever Tafseer which has been compiled Issues and matters related to women. In the topic under discussion, the modern jurisprudential issues of women will be described and an overview will be presented in the context of the fatwas of Salafi/Arab scholars and Hanafi jurisprudence, so that the solutions to these issues can be broadened and diversified, which will be of general benefit.

Key words: Women, Jurisprudential Issues, Hanafi and Salafi Fatwas.

تمہید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی طور پر عورتوں کو اپنی تعلیمات سے نوازتے رہتے تھے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے مسائل جنم لیتے رہے۔جدید صنعتی اور تیز رفتار فکری انقلاب نے بھی بہت سے مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ جن میں سے ایک جدید دور میں پیدا ہونے والے مسائل بھی ہیں جو کہ شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی متقاضی ہیں۔

**Phd Scholar,Department of Islamiyat,Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.*
***Lecturer,Department of Islamiyat,Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.*

دور جدید میں خواتین کے مسائل سے سے متعلق علماء کی علمی خدمات میں سے جناب ابن نواب حفظ اللہ کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے خواتین سے متعلق تمام قرآنی آیات جو کہ بالخصوص ان کے مسائل سے متعلق ہے،آسان پیرائے میں عوام الناس تک ایک تفسیر کی شکل میں پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ محمد عمران بن غلام رسول بن نواب دین نے اپنے دادا کے نام پر اس تفسیر کی تالیف کی ہے۔ محمد عمران 1982ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ جامعہ دعوت اسلامیہ مرید کے سے 2001ء میں فراغت حاصل کی۔اور 2002ء میں جامعہ اشرفیہ فیصل آباد میں بخاری شریف دوبارہ پڑھی۔اس کے بعد تین سال تک مرید کے میں تدریس کی۔اور اس کے بعد اب تک فیصل اباد کے اندر بچوں کی ایک ادارے میں تدریس کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔زیر بحث تحقیق کا موضوع مؤلف کی یہی تفسیر، تفسیر النساء ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ تفسیر مذکورہ میں بیان شدہ منتخب جدید فقہی مسائل کا فقہ حنفی کے تناظر میں بھی ایک جائزہ پیش کیا جائے تاکہ ان مسائل کے حل میں وسعت اور تنوع پیدا ہو۔زیر بحث موضوع میں خواتین کے جدید فقہی مسائل کو بیان کر کے سلفی/عرب علماء کے فتاویٰ اور فقہ حنفی کے تناظر میں ایک جائزہ پیش کیا جائے گا جس سے عام استفادہ ممکن ہو گا۔

مسئلہ نمبر1: اگر ایک مسلمان مرد اور ایک عورت رجسٹرار کے دفتر میں جاکر بغیر مہر ادا کیے شادی کر لیں تو کیا یہ رشتہ جائز ہو گا؟ اگر فریقین کے والدین سے اس شادی کے لیے اجازت لی گئی ہو تب کیا صورت حال ہو گی؟

جواب: اسلام ہر شادی کو قبول کر لیتا ہے خواہ وہ کہیں بھی عمل میں آئی ہو شرط یہ ہے کہ نکاح کے لیے اسلام نے جو شرائط عائد کی ہیں وہ پوری کی گئی ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ رجسٹرار کے دفتر میں منعقد ہونے والی شادی میں اسلامی نقطہ نظر سے کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ شادی کرنے والے جوڑے نے وہ شرائط پوری کر دی ہوں جو اسلام کے مطابق شادی کے لیے ضروری ہیں، یہ شرائط نہایت سادہ ہیں، لڑکی کے والد یا سر پرست کی موجودگی اور کم سے کم دو گواہوں کی شہادت۔اگر نکاح کا عمل اور ایجاب و قبول ان افراد کی موجودگی میں ہوا ہے تو یہ شادی درست ہے خواہ مہر کی رقم کا تعین کیا گیا ہو یا نہیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی کے معاملے میں میں پہلا نکتہ ایجاب و قبول کا ہے،ایجاب لڑکی کی طرف سے ہوتا ہے اور بالعموم لڑکی کے والد، سرپرست یا ان کا کوئی نمائندہ (وکیل) یہ اعلان کرتا ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق اس شادی کے لیے لڑکی رضا مند ہے اس ایجاب کے بعد دولہا ، یہ اعلان کرتا ہے کہ اس نے اسلامی شریعت کے مطابق لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کیا ہے اگر یہ تمام عمل دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہے تو نکاح جائز ہے۔اگر شادی کا یہ معاہدہ رجسٹرار کے دفتر میں ہوتا ہے، تب رجسٹرار یا اس کا نائب اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ ایجاب و قبول کا عمل درست طریقے پر ہوا ہے ممکن ہے کہ اس کے حکومت نے چند اضافی ضابطے ضروری قرار دیے ہوں اگر ایسا ہوا تو ان ضابطوں کو پورا کرنا ہوگا۔بشرطیکہ یہ ضابطے اسلامی شریعت کے خلاف نہ ہوں اس قسم کے ضابطے صرف ریکارڈ کی درستی اور دفتری کارروائی کی تکمیل کے لیے ہوتے ہیں۔

بعض ممالک میں سول میرج کے لیے لڑکی کے والد یا سر پرست کی موجودگی ضروری نہیں ہوتی ۔یہ طریقہ اسلام کے قانون کے خلاف ہے کیونکہ اس معاملے میں اسلام کے احکامات نہایت واضح ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی بھی شادی عمل میں نہ لائی جا سکتی ہے جب تک لڑکی کے سر پرست اور دو گواہ موجود نہ ہوں۔بصورت دیگر شادی جائز نہیں ہوگی ایک اور حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شادی کی اجازت نہیں دے سکتی اور نہ کوئی عورت خود شادی کر سکتی ہے ان احادیث کی روشنی میں شادی کے لیے لڑکی کے سر پرست کی موجودگی ضروری ہے اس بارے میں تمام فقہاء کی رائے ایک ہے سوائے امام ابو حنیفہ کے۔امام ابوحنیفہ اس معاملے کو دوسری طرح دیکھتے ہیں ان کی نظر میں شادی کا معاہدہ اس طرح کاروباری معاہدہ ہے جو عورت اپنے طور پر آزادانہ انجام دے سکتی ہے اس لیے ایک اسلامی عدالت کسی ایسی شادی کو جائز قرار دے سکتی ہے جس میں عورت نے اپنی نمائندگی خود کی ہو اور یہ شادی غیر مسلم ملک میں انجام پائی ہو۔لیکن یہ صرف معاملات کو سلجھانے اور

شادی کے رشتے کو محفوظ رکھنے کے لیے ہو گا۔اسلامی عدالت کسی مسلمان ملک میں انجام پذیر شادی کے اس معاہدے کو قبول نہیں کرے گی۔[1]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب نے احناف کے مسلک کی تردید کی ہے۔ لہذا ہم ذیل میں اس مسئلے کی تحقیق ذکر کرتے ہیں۔

شرعاً نکاح منعقد ہونے کے لیے دو مسلمان مرد گواہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے زبان سے ایجاب وقبول کرنا ضروری ہوتا ہے، بغیر گواہوں کے لڑکے اور لڑکی کا ایجاب و قبول نکاح کے لیے کافی نہیں، اس سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا؛ لہذا آپ کا بغیر گواہوں کے محض ایجاب و قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوا؛ لہذا آپس میں میل ملاقات یا میاں بیوی والے تعلقات رکھنا ہر گز جائز نہیں۔

شیخ ابن نواب نے یہاں پر احناف کا مسلک ذکر کرنے میں غلطی کی ہے۔

مسئلہ نمبر 2: ایک غیر مسلم لڑکی نے اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ اب شادی کرنا چاہتی ہے لیکن چونکہ اس کے والدین اور گھر کے دیگر افراد غیر مسلم ہیں۔ اس لیے اسے شادی کے لیے سرپرستی میسر نہیں ہے اس صورتحال میں کیا قاضی لڑکی کا سرپرست بن سکتا ہے اگر اس بات کی اجازت ہے تو کیا قاضی کسی ایسی مسلمان خاندان کی لڑکی کا بھی سرپرست بن سکتا ہے جس کے گھر والے اس کو شادی کی اجازت دینے پر اس لیے تیار نہ ہوں کہ وہ جس سے شادی کرنا چاہتی ہے وہ انہیں قبول نہیں ہے؟

جواب: اگر نکاح کی کارروائی انجام دینے والا شخص سرکاری ملازم ہے اور اس کے فرائض میں نکاح کرانا شامل ہے تو وہ شخص (قاضی) کسی بھی ایسی لڑکی کا سرپرست بن سکتا ہے جس کا کوئی سر پرست نہ ہو۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ لڑکی اس شخص سے اپنا سر پرست بننے کے لیے کہے اصول یہ ہے کہ مسلمان حکمران اپنی سلطنت کے ہر اس شخص کا سر پرست (ولی) ہوتا ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اوپر بیان کی گئی صورتحال میں نکاح کرانے والا (قاضی یا رجسٹرار) اس خاص کام کے لیے حکمران کا نائب سمجھا جائے گا، آپ نے جو مسئلہ پیش کیا ہے اس میں رجسٹرار کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ لڑکی کے والدین سر پرست غیر مسلم ہیں کیونکہ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کا سر پرست یا ولی نہیں ہو سکتا۔

مسلمان گھرانے سے تعلق رکھنے والی لڑکی کے معاملے میں صورتحال قدرے مختلف ہوگی اس صورت میں رجسٹرار کو یہ یقین کرنا ہوگا کہ لڑکی کو شادی کے حق سے محروم رکھا جا رہا ہے اگر لڑکی کے خاندان والوں کے پاس شادی سے روکنے کی معقول وجوہ موجود ہیں تو اس صورت میں رجسٹرار لڑکی کا ولی نہیں بن سکتا اس طرح کی صورتحال میں یہ معاملہ کسی اسلامی عدالت کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔[2]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر3: میری ایک عزیزہ نے جو مسلمان ہیں بہت عرصہ پہلے ایک ہندو مرد سے سول میرج کر لی تھی شادی کے بعد خاتون بدستور اپنے اسلامی فرائض اور عبادات انجام دیتی رہی۔مرد نے ابتداء میں اسلام سے دلچسپی ظاہر کی۔لیکن ہماری معلومات کے مطابق اس نے اسلام قبول نہیں کیا ان دونوں کے بچے اب جوان اوراعلیٰ تعلیم یافتہ خوش اخلاق اور خوش اطوار ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں ان میں سب سے چھوٹا انجینئر ہے اور اس نے میری بہن کے لیے رشتہ تجویز کیا ہے میرے والدین اس رشتے کے خلاف ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ لڑکا نا جائز اولاد ہے کیونکہ اس کے والدین کی شادی کو اسلام قبول نہیں کرتا ان کی دلیل یہ ہے کہ اس کا رشتہ لڑکی کی حیثیت کے مطابق نہیں ہے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر تمام مسلمان خاندان اس لڑکے کے رشتے کو انہی بنیادوں پر مسترد کرتے رہیں گے تو اس کے لیے ایک اچھا مسلمان بنا کیسے ممکن ہو گا ؟براہ کرم اس صورتحال کے بارے وضاحت فرمایئے؟

جواب: آپ کی دلیل بالکل درست ہے۔مسلم علماء جب شادی کے لیے برابر کی حیثیت کا ذکر کرتے ہیں تو اس کا مطلب قطعی نہیں ہوتا کہ یہ شادی کے جائز ہونے کے لیے کوئی پیشگی شرط ہے لڑکی اور لڑکے اور ان کے خاندان کا مساوی سماجی حیثیت کا ایک ہونا ایک اچھی بات ہے لیکن یہ فرض نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو مسلمانوں کے درمیان بیشتر شادیاں شوہر و بیوی کے خاندانوں کے درمیان کا سماجی تفاوت کی وجہ سے انجام ہی نہیں پاسکتی تھیں۔برابر کی سماجی حیثیت ایک ایسا پہلو ہے جسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

اسلام کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک شخص کی غلطی کا ذمہ دار دوسرے شخص کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔اگر والدین سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کے لیے اولاد کو قصور وار ٹھہرانا درست نہیں ہے ایک شخص کی پیدائش کو ناجائز کہا جا سکتا ہے لیکن اگر اس شخص نے اسلام کے بارے میں سیکھا ہے اور وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتا ہے تو وہ شخص ایک اچھا مسلمان ہو سکتا ہے کسی شخص کی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے پہلی بات یہ دیکھی جاتی ہے کہ وہ کتنا اچھا مسلمان ہے؟ لہذا اس شریف آدمی کی پیدائش کا معاملہ جس نے آپ کی ہمشیرہ کے لیے رشتہ تجویز کیا ہے اس کے خلاف نہیں لیا جا سکتا۔یہ بات درست ہے کہ اس کے والدین کی شادی اس وقت تک جائز قرار نہیں پاتی جب تک اس کے والد حقیقتاًاور عملاًیہ اعلان نہ کر دیں کہ وہ شادی کے وقت یا اس سے پہلے مسلمان تھے جس لڑکے نے رشتہ تجویز کیا ہے آپ کے کہنے کے مطابق وہ مسلمان ہے چنانچہ اس کا رشتہ اسی بنیاد پر پرکھنا چاہیے۔ اگر ان کا ایمان مستحکم اور کردار تسلی بخش ہے تو انہیں قبول کر لینا چاہیے۔[3]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر4: ایک عیسائی دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ جب مسلمان مرد کو عیسائی خاتون سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو مسلمان عورت کو عیسائی مرد سے شادی کی اجازت کیوں نہیں ہے؟ میں اپنے دوست کو اطمینان بخش جواب نہیں دے سکا۔ازراہ کرم اس سوال پر روشنی ڈالیے۔

جواب: یہ بات درست ہے کہ مسلمان مرد کو ایک عیسائی یا ایک یہودی عورت سے شادی کی اجازت دی گئی ہے لیکن علماء کے نزدیک ایک مسلمان مرد کو مسلمان خاتون سے ہی شادی کرنی چاہیے۔

بین المذاہب شادی میں اسلام کی دی گئی اجازت کا اطلاق مسلمان خاتون پر نہیں ہوتا۔مسلمان خاتون کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی بھی دوسرے مذہب کے ماننے والے مرد سے شادی کرے۔

اس کی کئی وجوہات ہیں:

اس قسم کی شادی کے معاملے میں سب سے پہلے سوال یہ ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والے بچوں کا مذہب کیا ہوگا ؟ اسلامی شریعت کے مطابق بچے اپنے والدین کے مذاہب میں سے برتر مذہب اختیار کریں گے اسلامی نقطہ نظر سے اگر مذاہب کی فہرست مرتب کی جائے تو اس فہرست میں سب سے پہلا مذہب اسلام ہے اس کے بعد دوسرے درجہ پر عیسائیت اس کے بعد یہودیت اور پھر دیگر مذاہب بتدریج آئیں گے عیسائی اور یہودی مرد عورت کے درمیان شادی کے نتیجہ میں جو بچے پیدا ہوں گے اسلامی نقطہ نظر کے مطابق وہ عیسائی مذہب اختیار کریں گے اگر مسلمان عورت کو غیر مسلم مرد سے شادی کی اجازت دے دی جائے تو اس صورت کی روشنی میں بچوں کا مذہب اسلام ہوگالیکن بالعموم خاندان کے اندر مرد کو برتری حاصل ہوتی ہے اور گھر کے اندر تمام فیصلے اس کی مرضی ومنشا کے مطابق ہوتے ہیں بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مرد ہی کی بات حکم آخر ہوتی ہے ایسی صورت میں مرد یہ فیصلہ دے سکتا ہے کہ اس کے بچوں کا مذہب وہ ہوگا جو خود اس کا مذہب ہے۔

اگر ایک مسلمان مرد کسی عیسائی یا یہودی خاتون سے شادی کرتا ہے تو اسے بیوی کو یہ اجازت دینا ہوگی کہ وہ اپنے عقائد کے مطابق اپنی عبادات کرے مسلمان مرد کو غیر مسلم بیوی کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کا اختیار نہیں ہے اور نہ ہی یہ اجازت ہے کہ وہ غیر مسلم بیوی کو مسلمان بنانے کے لیے دباؤ ڈالےقر آن مجید کے مطابق "دین میں کوئی جبر نہیں۔"

بین المذاہب شادی میں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی کی ضمانت اس وقت تک نہیں دی جا

سکتی جب برتر فریق یعنی شوہر غیر مسلم ہو۔علاوہ ازیں جب ایک خاتون کی شادی ہوتی ہے تو وہ اپنا گھر چھوڑ کر اپنے شوہر کے خاندان کی رکن بن جاتی ہے اگر شوہر مسلمان نہیں ہے تو اس صورت میں بیوی کو غیر مسلم شوہر کے غیر مسلم عزیزوں کے زبردست سماجی دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا۔مسلمان مرد کی غیر مسلم بیوی کے لیے اس قسم کے سماجی دباؤ کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

اس قسم کے معاملات میں ایک اور اہم بات وہ رویہ ہے جو ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کے بارے میں رکھتا ہے۔تمام مسلمان دیگر تمام انبیاءعلیہ السلام سمیت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کی دل سے تکریم کرتے ہیں اور ان انبیاءعلیہ السلام پر ایمان ان کے عقیدے کا لازمی جزو ہے۔اس صورت حال میں بالکل فطری امر ہوگا کہ جب ایک مسلمان مرد کسی عیسائی یا یہودی خاتون سے شادی کرے تو وہ اپنی بیوی کے مذہب کا احترام کرے گا۔اور ہر اس بات کا خیال رکھے گا جسے اس کے مذہب نے مقدس قرار دیا ہے اسی طرح مسلمان اپنی بیوی کے مذہب کے رسوم و رواج کا بھی احترام کرے گا اس صورت حال کے برخلاف چونکہ عیسائی یا یہودی حضرت محمد مصطفی ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے اس لیے ایک غیر مسلم شوہر کا ہمارے رسول ﷺ کے بارے میں وہ رویہ نہیں ہوگا جو ایک مسلمان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام،یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہوتا ہے غیر مسلم شوہر اپنی بیوی کے مذہبی عقائد اور رسوم و روایات کے بارے میں ایسی رواداری کا مظاہرہ نہیں کرے گا جو ایک مسلمان شوہر کر سکتا ہے اس لیے یہ بات غیر یقینی ہوگی کہ ایک مسلمان خاتون جو ایک عیسائی یا یہودی مرد سے شادی کرے اسے رواداری کا وہی سلوک میسر ہو جو ایک مسلمان مرد اپنی عیسائی یا یہودی بیوی کے ساتھ روادار رکھ سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دیگر مذاہب کے ماننے والے یقینا بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو رواداری اور حسن سلوک کا بہترین نمونہ ہو سکتے ہیں لیکن ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جب کسی معاشرے کے لیے قانون سازی کی جاتی ہے تو اوسط صورتحال کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔استثنیات کو مد نظر رکھ کر نہیں کی جاتی اس لیے عورت اور اس کے بچوں کے مذہب کی حفاظت کے لیے اسلام نے مسلمان خاتون کو کسی غیر مسلم سے شادی کی اجازت نہیں دی۔[4]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر5: اگر ایک مسلمان عورت غیر مسلم مرد سے شادی کرے تو اس کی کیا حیثیت ہو گی؟ وہ مرتد قرار پائے گی یا مسلمان رہے گی؟ ایسی عورت کی نماز، روزہ اور دوسری عبادات قابل قبول ہوں گی؟ کیا ایسی عورت کے لیے
اس کی موت کے بعد مغفرت کی دعا کی جاسکتی ہے؟

جواب: ایک مسلمان عورت کے لیے کسی غیر مسلم سے شادی کرنا گناہ ہے۔ مسلمان مرد صاحب کتاب عورت یعنی عیسائی یا یہودی سے شادی کر سکتا ہے لیکن مسلمان عورت کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک مسلمان مرد کسی عیسائی یا یہودی عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ اپنے عقیدے کے مطابق بیوی کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ جس مذہب سے تعلق رکھتی ہے اس کے مطابق اپنی عبادات ادا کرتی رہے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب میں یہ رعایت موجود نہیں ہے اس لیے اس بات کا یقین نہیں دلایا جا سکتا کہ اگر مسلمان عورت غیر مسلم سے شادی کرے تو اسے اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور عبادات ادا کرنے کی اجازت ہوگی یا نہیں پوری دنیا میں خاندان کا جو ڈھانچہ ہے اس میں فوقیت مرد کو حاصل ہے۔

مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اپنی خوشی سے خود کو غیر مسلموں کی غلامی میں دے دیں یا غیر مسلموں کے ساتھ اس قسم کے رشتے اور تعلقات قائم کریں، جہاں ان کی اپنی حیثیت کمتر یا محکوم کی ہو شادی جیسے معاملے میں ہونے والے بچوں کے مستقبل کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے اگر مسلمان عورت کا غیر مسلم شوہر ہو تو بچے غیر مسلم ہی کے طور پر پہچانے بھی جائیں گے اور اسی طرح ان کی ذہنی تربیت بھی ہوگی لہذا کسی مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح جائز نہیں ہوتا ان دونوں کے تعلقات " نا جائز" ہی کے زمرے میں آئیں گے اور کسی بھی مسلمان عورت سے اس قسم کے غیر اخلاقی تعلقات کے قیام کی نہ تو توقع کی جاسکتی ہے اور نہ اسے یہ اجازت دی جا سکتی ہے جو عورت اس اسلامی اصول کو ماننے سے انکار کرتی ہے اسے مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔[5]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر6: جب بیوی الکوہل اور اسپرٹ سے بنے ہوئے مختلف عطریات استعمال کر کے گھر سے باہر نکلے اور اپنی شادی شدہ بیٹیوں کی بھی ایسی ادویات کے ساتھ گھر باہر نکلنے میں حوصلہ افزائی کرے حالانکہ خاوند اسے کئی بار منع کر چکا ہے بلکہ اس سے باز رہنے پر حلف بھی لیا ہے وعظ و نصیحت، ڈانٹ ڈپٹ اور زد و کوب بھی کر چکا ہے ایسی عورت اگر شوہر کے بستر پر آنے اور اس کی خدمت کرنے سے بھی انکار کر دے اور بہت سے کم اپنے شوہر کی خدمت کریں اور اسے بیٹیوں ہی کے سپرد کر دے تو کیا اس عورت کے اس کا عمل کو "نشوز" (بد دماغی نافرمانی اور سرکشی) قرار دیا جائے گا؟

جواب: اگر وعظ و نصیحت، ڈانٹ ڈپٹ اور زدوکوب کے باوجود عورت کا حال یہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو بلا شبہ ایسی عورت بدخو اور سرکش ہے کیونکہ اس نے اپنے شوہر کی اطاعت چھوڑ کر بغاوت و سرکشی کی روش کو اپنالیا ہے اور پھر یہ اس کی ضرورت بھی پوری نہیں کرتی اور اس کے حقوق بھی ادا نہیں کرتی۔ لہذا مذکورہ صورت حال میں ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے بلا لیا جائے تاکہ وہ اس گھمبیر صورت حال کا جائز ولیں۔ اس کے اسباب معلوم کریں اور دونوں میں صلح کی کوشش کریں اگر دونوں میں صلح اور اتفاق ہو جائے اور در ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے لگیں تو الحمد للہ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ واقعی عورت کا طرز عمل برا ہے اور وہ بدستور نافرمانی اور حقوق ادا نہ کرنے پر تو اس علاقے کا قاضی دونوں میں تفریق کرادے اور وہ مہر واپس لوٹا دے جو اس نے لیا ہے اس کے لیے نفقہ بھی نہیں ہوگا اگر دونوں منصفوں کے سامنے یہ بات ثابت ہو جائے کہ شوہر جھوٹا ہے اور یہ اس پر زیادتی کرتا ہے تو دونوں اسے سمجھائیں اور اسے حکم دیں کہ وہ حسن معاشرت کا مظاہرہ کرے اور اپنے واجبات کو ادا کرے جو بیوی کے حوالے سے شوہر پر عائد ہوتے ہیں۔[6]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر7: میں ماہواری کے دوران جبکہ پاک نہیں ہوتی بسا اوقات تفسیری کتب کا مطالعہ کرتی ہوں کیا میں اس طرح گنہگار تو نہیں ہوتی فتوی ارشاد فرمائیے جزاکم اللہ خیرا۔

جواب: حیض اور نفاس والی عورت کے لیے تفسیری کتب کے مطالعہ میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح علماء کے صحیح قول کی رو سے قرآن مجید کو ہاتھ لگائے بغیر اس کی تلاوت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جہاں تک جنبی کا تعلق ہے تو وہ غسل کرنے تک تلاوت قرآن نہیں کر سکتا۔ہاں وہ کتب تفسیر اور کتب حدیث دوغیرہ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔مگر تفسیر کے ضمن میں درج شدہ آیات قرآنی کی تلاوت نہیں کرسکتا۔نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ جنابت کے علاوہ کوئی حالت بھی آپ ﷺ کو تلاوت قرآن سے نہیں روکتی تھی۔مسند احمد میں آپ کی ایک حدیث کے الفاظ یوں آئے ہیں:((فأما الجنب فلا ولا آية))[7] "جنبی آدمی ایک آیت بھی نہیں پڑھ سکتا۔"[8]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اختلاف ہے۔تفصیل آگے کے مسئلہ میں درج ہے۔

مسئلہ نمبر 8 : کیا عرفہ کے دن حائضہ عورت دعاؤں پر مشتمل کتاب پڑھ سکتی ہے جبکہ ایسی کتب میں قرآنی آیات بھی ہوتی ہیں؟

جواب: حیض اور نفاس والی خواتین کے لیے دوران حج دعاؤں پر مشتمل کتابیں پڑھنا جائز ہے اور صحیح مذہب کی رو سے ایسی عورتیں قران مجید کو ہاتھ لگائے بغیر اس کی تلاوت بھی کر سکتی ہیں ۔کوئی صحیح اور صریح نص ایسی نہیں ہے جو ایسی عورتوں کو تلاوت قرآن مجید سے روکتی ہو اس بارے میں جو حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ صرف جنبی کے بارے میں ہے کہ وہ جنابت کی حالت میں قرآن مجید نہ پڑھے۔جہاں تک حیض یا نفاس والی عورت کا تعلق ہے تو اس بارے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت منقول ہے:

((لا تقرء الحائض ولا الجنب شیا من القرآن))۔[9] "حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھے۔"

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت اہل حجاز سے نقل کی گئی ہے اور اہل حجاز سے اس کی روایت ضیعف ہوتی ہے۔

چنانچہ حائضہ عورت قرآن مجید کو ہاتھ لگائے بغیر زبانی طور پر پڑھ سکتی ہے۔جہاں تک جنبی کا تعلق ہے تو اس کے لیے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا یا زبانی طور پر اس کی تلاوت کرنا ناجائز ہے۔دونوں میں یہ فرق اس لیے ہے کہ جنابت

کا وقت مختصر ہوتا ہے، لہذا جنبی شخص کے لیے فراغت کے بعد غسل کرنا ممکن ہوتا ہے، اس کی مدت لمبی نہیں ہوتی وہ جب چاہے غسل کر سکتا ہے اور اگر پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور تلاوت قرآن مجید کر سکتا ہے مگر حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے یہ ممکن نہیں کیونکہ معاملہ ان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ نیز حیض و نفاس کی مدت کئی دنوں پر محیط ہوتی ہے، لہذا ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کو جائز قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ اسے بھول نہ جائیں اور تلاوت کے ثواب اور شرعی احکام کے سیکھنے سے محروم نہ رہیں۔ جب ان کے لیے کتاب اللہ کی تلاوت جائز ہے تو قرآن و حدیث کی دعاوں پر مشتمل کتابوں کا پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہو گا اس سلسلے میں علماء کے اقوال سے یہی رائے صحیح تر ہے"[10]

احناف کے نزدیک ہاتھ لگائے بغیر بھی تلاوت کرنا جائز نہیں، حالتِ جنابت میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے چاہے بغیر دیکھے اور بغیر چھوئے ہی کیوں نہ ہو۔

ایسی تفسیر جس میں تفسیر کی مقدار قرآنی آیات سے زیادہ ہو اس کو تو بغیر وضو کے چھونا جائز ہے، بشرطیکہ جس جگہ قرآنی آیات لکھی ہوئی ہوں اس پر ہاتھ نہ لگے، البتہ بلا عذر اس طرح کی تفسیر کو بھی چھونا پسندیدہ اور بہتر نہیں، لیکن ایسی تفسیر جس میں تفسیر کی مقدار قرآنی آیات کے برابر یا اس سے کم ہو تو اسے بغیر وضو کے چھونا مکروہ ہے [11]

مسئلہ نمبر 10: اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ عزوجل نے جب شیطان پر لعنت ڈال کر اسے اپنے دربار سے دھتکار دیا تو وہ آگے سے چیلنج کرتا ہوا کہتا ہے: میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر شدہ حصہ اپنی طرف کر لوں گا، میں انہیں لازماً بھٹکاؤں گا، آرزوئیں دلاؤں گا وہ جانوروں کے کان کاٹیں گے میں انہیں حکم دوں گا وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کا باعث بنیں گے۔ [12]

تخلیق میں تبدیلی کے کئی معانی میں سے ایک معنی ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے ان کا کہنا ہے: ایک معنی یہ بھی کیے گئے ہیں کہ چہرے پر گودنا اور گدوانا جو صحیح مسلم کی حدیث میں ممنوع ہے اور جس کے کرنے والے پر اللہ کی لعنت وارد ہوئی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پیشانی کے بال نوچنے والیوں اور نچوانے والیوں اور دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر جو حسن وخوبصورتی کے لیے اللہ کی بناوٹ کو بگاڑتی ہیں اللہ کی لعنت ہے میں ان پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ میں موجود ہے پھر آپ ﷺ نے آیت: ((وما اٰتاکم الرّسولُ)) [13] پڑھی۔ [14]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر11: عورت زینت کی خاطر اپنی دانتوں میں خلا پیدا کروائے کہ ان کے درمیان معمولی خلا پیدا ہو جائے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک مسلمان کے لیے حرام ہے کہ محض حسن و جمال کی خاطر اپنے دانتوں کو کشادہ کرے، ہاں اگر وہ بہت ہی بد نما ہوں اور کسی طرح ان کی اصلاح ہو سکتی ہو تو جائز ہے یا ان میں کیڑا وغیرہ لگ گیا ہو تو بیماری کا علاج درست ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ ایک علاج اور بد نمائی کا دور کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عمل کسی ماہر فن لیڈی ڈاکٹر یا لیڈی ڈینٹل سرجن ہی سے ہو سکے گا۔[15]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر12: سونے کے دانت لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مردوں کے لیے سوائے ضرورت کے سونے کے دانت لگوانا جائز نہیں ہے کیونکہ مرد کے لیے سونا پہننا اور اس کے ساتھ زیب و زینت اختیار کرنا حرام ہے، رہی عورت تو اگر یہ رواج ہو کہ عورتیں سونے کے دانتوں کے ساتھ آراستہ ہوتی ہیں تو اس کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے دانتوں پر سونا چڑھائے بشرطیکہ اس کے علاقے میں ایسی زینت اختیار کرنے کا رواج ہو اور یہ اسراف کے زمرے میں بھی نہ آتا ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے((:أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِ)) [16]

"میری امت کی عورتوں کے لیے سونا اور ریشم (پہننا) حلال کیا گیا ہے۔"

اور جب عورت دانتوں پر سونا سجائے ہوئے فوت ہو جائے یا مرد اس حالت میں فوت ہو کہ اس نے ضرورت کے تحت ہونے کا دانت لگا رکھا ہو تو ان سے دانت پر لگایا ہوا سونا اور سونے کا دانت اتار لیا جائے الا یہ کہ مثلہ (شکل بگڑنے) کا ڈر ہو۔ یعنی اگر اس بات کا خدشہ ہو کہ سونے کا دانت یا دانت پر چڑھا سونا مسوڑھا پھٹ جائے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے البتہ بعد از وفات ان کو اس لیے اتار لیا جائے گا کیونکہ سونا مال سے شمار ہوتا ہے اور میت کے بعد اس کے ورثاء مال کے وارث ہوتے ہیں، لہذا مذکورہ صورت میں یا کسی بھی شکل میں میت پر سونا باقی چھوڑنا اور اسے سونا پہنے ہوئے ہی دفن کرنا مال کا ضیاع ہے۔[17]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر13: مندرجہ ذیل مسائل کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۱)بغلو اور زیر ناف بالوں کو زائل کرنا (۲)عورتوں کا ٹانگوں اور بازو کے بال اترنا (۳)خاوند کی فرمائش پر ابروؤں کے بال اتارنا؟

جواب: (1)بغلوں اور زیر ناف بالوں کو اتارنا سنت ہے۔بغلوں کے بال نوچنا(ہاتھ سے اکھیڑنا) جبکہ زیر ناف بالوں کو مونڈنا افضل ہے۔ویسے ان بالوں کا کسی بھی طرح سے زائل کرنا درست ہے۔

(۲)جہاں تک عورتوں کے لیے ٹانگوں اور بازوؤں کے بال اتارنے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ہم اس میں کوئی عیب اور گناہ نہیں جانتے۔

(3)عورت کے لیے خاوند کی فرمائش پر ابرو کے بال اتارنا جائز نہیں ہے۔کیونکہ نبی ﷺ نے نامصۃ اور متنمصۃ، یعنی بال اکھاڑنے والی اور بال اکھڑ وانے والی (اس کا مطالبہ کرنے والی) دونوں پر لعنت فرمائی ہے (نمص) سے مراد ہی ابرو کے بال اتارنا ہے۔[18]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر14: کیا عورت کے لیے ابرو کے ایسے بال اتارنا یا انہیں باریک کرنا جائز ہے جو اس کے منظر کی بدنمائی کا باعث ہوں؟

جواب: اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت تو یہ ہے کہ ابرو کے بال اکھاڑے جائیں تو یہ عمل حرام ہے اور گناہ ہے کیونکہ یہ نمص (ابرو کے بال نوچنا) ہے جس کے مرتکب پر نبی ﷺ نے لعنت ہے۔دوسری صورت یہ ہے کہ بال مونڈ دیئے جائیں تو اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ آیا یہ نمص ہے یا نہیں؟اولیٰ یہ ہے کہ عورت اس سے بھی احتراز کرے۔باقی رہا غیر عادی بالوں کا معاملہ، بعض ایسے بال جو جسم کے ان حصوں پر اگ آئیں جہاں عادتاً نہیں اگتے، مثلاً عورت کی مونچھیں اگ آئیں یا رخساروں پر بال آجائیں تو ایسے بالوں کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ خلاف عادت ہیں اور چہرے کے لیے بدنمائی کا باعث ہیں، جہاں تک ابرو کا تعلق ہے تو ان کا باریک یا پتلا ہونا یا چوڑا اور گھنا ہوتا یہ سب کچھ امر معتاد ہے اور معتاد سے تعرض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بعض لوگ اسے عیب نہیں سمجھتے بلکہ بعض ان کے نہ ہونے کو اور بعض ان کے ہونے کو خوبصورتی سمجھتے ہیں۔یہ ایسا عیب نہیں ہے کہ انسان کو اس کے ازالے کی ضرورت پیش آئے۔[19]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر15: ایک عورت کا سوال ہے کیا ہمیں سیاہ رنگ کے علاوہ دوسرے رنگوں سے بال رنگ لینا جائز ہے؟

جواب: ہاں جائز ہے، بشرطیکہ سیاہ رنگ سے بچے اور میں یہ بیان کر چکا ہوں کہ عورت کی زینت وہ ہے جس میں رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔[20]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر16: ایک دوشیزہ کے ابروؤں کے بال بہت زیادہ گنجان اور ڈھلکے ہوئے ہیں تو اس نے ایک دوسری عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ زائد بالوں کو اگر دور کر دو تو کوئی حرج نہیں؟

جواب: ہاں ان کا زائل کرنا جائز نہیں ہے، سوائے اس عورت کے، جس کے اتنے لمبے ہوں کہ آنکھوں پر پڑتے اور نظر کے لیے اذیت کا باعث ہوں، جیسے کہ حدیث میں ہے: (لا ضرر ولا ضرار) یعنی اسلام میں دکھ اور نقصان پہنچانا نہیں ہے اور نہ ہی نقصان کے بدلے میں نقصان پہنچانا۔[21]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر17: عورت کا اپنے بالوں کے ساتھ بناوٹی چوٹی لگانا کیسا ہے؟

جواب: عورت کو اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال جوڑنا یا کوئی ایسی چیز جو بالوں کا شبہ دے، استعمال کرنا حرام ہے، کیونکہ اس کے دلائل ثابت ہیں۔ [22]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر18: عورت کے لیے "باروکہ" یعنی مستعار بالوں کا استعمال کیسا ہے؟

جواب: باروکہ" حرام ہے اور وصل (یعنی) بال جوڑنے اور ملانے) کے حکم میں ہے یہ اگرچہ فی الواقع وصول نہیں ہوتا، تاہم اس سے عورت کا سر حقیقت کے خلاف بھرا بھرا نظر آتا ہے، اس لیے یہ وصل سے مشابہ ہے، اور نبی ﷺ نے واصلہ اور مستوصلہ عورت پر لعنت فرمائی ہے (یعنی جو جعلی بال جوڑے اور جڑوائے) ہاں اگر عورت کے سر پر بال بالکل ہی نہ ہوں اور گنجی ہو تو اس کے استعمال سے کوئی حرج نہیں تاکہ یہ عیب چھپ جائے اور عیب کا ازالہ جائز ہے۔[23]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر19: کیا حدیث مبارکہ ((لعن الله الواصلته و المستو صلت) کے معنی میں یہ چیزیں بھی شامل ہیں جو ہمارے طالبات کے مدارس میں مروج اور معمول ہے ،مثلاً طالبات ربنوں سے کوئی پھول وغیرہ بنا کر اپنے سروں پر باندھتی ہے یا ایک سفید ربن گردن میں لپیٹا جاتا ہے اور پھر اس کا حصہ سینے پر لٹکایا جاتا ہے اور یہ سب زینت کے طور پر ہوتا ہے میری بچیاں ہیں سکول میں پڑھتی ہیں مجھے ان چیزوں میں اللہ کی نافرمانی کا ڈر ہے۔

جواب: ذکر کی گئی حدیث جو صحیح بخاری و مسلم میں ہے اس کے معنی اور مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کوئی چیز دوسری سے مستعار لے کر اپنے بالوں سے جوڑے تو یہ وصل ہے اور مستوصلہ وہ ہے جو یہ کام کروائے اور واصلہ وہ ہے جو یہ کام کرے اور اسی نہی کی حکمت یہ ہے کہ بعض اوقات زواج وغیرہ میں دھوکہ دینے کے لیے یہ کام کیے جاتے ہیں جیسے کہ صحیح بخاری میں حضرت معاویہ کی روایت میں اسے زور یعنی جھوٹ اور دھوکے سے تعبیر کیا گیا ہے جب حدیث نبوی کے معنی و مفہوم اور اس کی حکمت نہی واضح ہو گئی تو معلوم ہوا کہ طالبات جو اپنے سروں پر ربن سے پھول وغیرہ بنا کر لگا لیتی ہیں وہ اس میں شامل اور شمار نہیں ہیں اور اسی طرح سفید پٹی گلے میں لپیٹ کر اس کا حصہ سینے پر لمبا لٹکا لیا جاتا ہے اگر یہ چیز کافروں کا مخصوص عمل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان امور میں اصل ان کا حلال ہوتا ہے،اور ضروری ہے کہ لڑکی یہ چیزیں جو بطور زینت استعمال کرے تو اسے غیر محرموں سے چھپالے جبکہ اس پر پردہ کرنا واجب ہو۔ لیکن یہ چیزیں اگر کفار کے خاص اعمال ہوں تو ان کا

استعمال حرام ہو گا کیونکہ کافروں کی مشابہت حرام ہے۔[24]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر20: یہ سوال بڑی کثرت سے پوچھا جاتا ہے کہ اگر عورت کے بازوؤں پر بال ہوں اور شوہر اسے برا سمجھتا ہو تو کیا اسے تھریڈنگ وغیرہ کے ذریعے سے نوچنا جائز ہے؟

جواب: یہ اللہ کی پیدا کردہ خلقت اور صورت کو تبدیل کرنا ہے اگر اللہ عزوجل نے اس عورت کو اسی طرح پیدا

کیاہے کہ اس پر بال قدرے زیادہ ہیں،تو واجب ہے کہ وہ اللہ کی اس خلقت اور پیدائش پر راضی رہے اور اسے تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے،سوائے اس کے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے مثلاً بغلوں وغیرہ کے بال نوچنا۔ [25]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر21: عورتوں کے لیے بالوں کے کتروانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی عورت یہ کام کافر عورتوں کی مشابہت میں کرے تو جائز نہیں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں سے ہے۔(۲) اور اگر اسی طرح سے کاٹے کہ مردوں کے بالوں کی طرح ہو جائیں مثلاً جڑ کے پاس سے کاٹے یا کانوں کے پاس سے کاٹے جسے " لمہ " کہتے ہیں کہ کانوں کی لووں تک لٹک جائیں اور کندھوں تک نہ پہنچیں، تو یہ جائز نہیں۔ اور یقیناً جڑوں کے پاس سے کاٹنا، کانوں کے نیچے سے کاٹنے سے زیادہ برا ہے اور نبی ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کرے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ اگر عورت نے مشابہت کی نیت کے بغیر کچھ بال ہلکے کیے ہوں اور زینت بھی مقصود نہ ہو مثلاً بہت زیادہ لمبے بالوں کو سنبھالنا مشکل ہو تو علماء نے حسب ضرورت اس کی اجازت دی ہے اور جناب ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی روایت اس معنی پر محمول ہے کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ ہو کے رضاعی بھائی کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے متعلق دریافت کیا اور بیان کیا کہ ازواج نبی اپنے بال کٹوالیا کرتی تھیں حتیٰ کہ وہ "وفرہ" ہو جاتے تھے یعنی کانوں سے بڑھے اور لٹکے ہوئے ہوتے تھے۔[26]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر22: میری اہلیہ کے بال بہت زیادہ گرتے ہیں اسے بتایا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے بال چھوٹے کرائے تو بال گرنا کم ہو جائیں گے کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اگر بات ایسے ہی ہے جیسے کہ ذکر کی گئی ہے تو جائز ہے کیونکہ اس طرح سے اس کے ضرر اور تکلیف کا زالہ ہو سکتا ہے۔[27]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر23: مردوں اور عورتوں کے لیے کنگھی کرتے ہوئے بال بنانے کی کیا کیفیت ہونی چاہیے ؟کیا احادیث میں اس بارے میں کوئی خاص کیفیت بیان ہوئی ہے یا کسی سے منع کیا گیا ہے؟

جواب: اس سلسلے میں صحیح بخاری میں امام صاحب نے ایک باب یوں ذکر کیا ہے: باب في جَعَل شَعْرِ الْمَرْأَةِ ثَلاثَةَ قُرُنٍ. "عورت کا اپنے بالوں کی تین چوٹیاں بنانے کا بیان " پھر امام صاحب نے سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہتی ہیں کہ " پھر ہم نے دختر نبی کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائیں اور گوندھ دیں۔" جناب سفیان نے تفصیل بیان کی ہے کہ ایک چوٹی پیشانی کے بالوں کی اور دو اطراف کے بالوں کی۔

اور بالوں کا اس طرح سے گوندھنا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے تھا۔ سنن سعید بن منصور میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "اسے طاق عدد سے غسل دو اور اس کے بالوں کی چوٹیاں بنا دو۔" جبکہ صحیح ابن حبان میں وضاحت ہے، ام عطیہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ فرمایا((: اغْسِلْهَا ثَلَاثًا او خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَاجْعَلْنَ لَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنَ .))

"اسے تین پانچ یا سات بار غسل دو اور اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا دو۔"

مصنف عبد الرزاق میں اور زیادہ تفصیل ہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

((ضَفَرْنَا ثَلَاثَةَ قُرُونَ نَاصِيْهَا وَقَرْنَيْهَا وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا))

"ہم نے اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائیں، ایک پیشانی کے بالوں کی اور دو اطراف کے بالوں کی اور پھر ہم نے اسے اس کی کمر کی طرف ڈال دیا۔"

امام ابن دقیق العید کہتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے بالوں میں کنگھی اور پھر اس مینڈھیاں یا چوٹیاں بنانا مستحب ہے۔

اور جو آج کل بعض عورتوں میں یہ چلن آیا ہے کہ ٹیڑھی مانگ نکالتی ہیں اور گدی کے پاس یا عین چوٹی کے اوپر بنا

لیتی ہیں جیسے کہ فرنگی عورتوں کا معمول ہے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں کافر عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ امام احمد اور امام ابو داود اپنی اپنی سندوں سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو کسی قوم سے مشابہت اپنائے وہ انہی میں سے ہو گا۔ اس حدیث کو امام ابن حبان اور حافظ

عراقی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس کی سند جید یعنی عمدہ ہے اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے،اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں آیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو قسم کے لوگ دوزخی ہوں گے میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے ایک تو وہ پاس کہ ان کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے جیسے کہ بیلوں کی دمیں ہوں، ان سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور (دوسری قسم) عورتیں ہوں گی (کہنے کو تو) کپڑے پہنے ہوں گی مگر (درحقیقت) ننگی ہوں گی مائل ہونے والی اور (اپنی طرف) مائل کرنے والی، ان کے سر ایسے ہوں گے جیسے دبلی پتلی بختی اونٹنیوں کے کوہان وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو ہی پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہو گی۔

بعض علماء نے مائلات ممیلات کی تشریح میں لکھا ہے کہ ان کے کنگھی کرنے اور مانگ نکالنے کا انداز ٹیڑھا ہوگا اور یہ فاحشہ عورتوں کا انداز ہے، اب یہ فرنگی عورتوں کا معمول ہے جو مسلمان عورتوں نے بھی اپنا لیا ہے۔

دوسرا مسئلہ: عورتوں کا سر کے بال منڈوانا بالکل جائز نہیں ہے۔ سنن نسائی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اور مسند بزار میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اور تفسیر ابن جریر میں سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

(نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا)"یعنی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنا سر منڈوائے۔"

اور پیغمبر کی نہی اس کام کے حرام ہونے کا تقاضا کرتی ہے بشرطیکہ اس کے برخلاف کچھ اور نہ ہو۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں: "عورت کی زلفیں حسن و جمال میں ایسے ہی ہیں جیسے کہ مردوں کے حق میں داڑھی البتہ زلفوں کو آخر سے کچھ ہلکا کر لینا جائز ہے۔" صحیح مسلم میں ہے: ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوا میرے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی بھی تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا۔

سیدہ نے پانی منگوایا جو ایک صاع کے برابر تھا انہوں نے اس سے غسل کیا اور ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا اور اس موقع پر انہوں نے اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ازواج نبی ﷺ اپنے بال کچھ ہلکے کر لیتی تھیں کہ وہ وفرہ ہو جاتے تھے (یعنی کانوں سے نیچے تک آجاتے تھے)۔[28]

امام نووی بیان کرتے ہیں کہ قاضی عیاض نے کہا کہ معروف ہے کہ عرب کی عورتیں لمبے بال رکھتی تھیں اور شاید ازواج نبی نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ عمل اپنایا تھا کیونکہ وہ زیب وزینت چھوڑ چکی تھیں اور انہیں لمبے بال کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی اور یہ بھی چاہتی تھیں کہ بالوں کے بارے انہیں زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔[29]

قاضی عیاض اور دیگر ائمہ نے یہی لکھا ہے کہ ان کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے نہ کہ آپ کی زندگی کا اور ان سیدات کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایسے عمل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تو اس میں دلیل ہے کہ عورت اپنے سر کے بال ہلکے کرواسکتی ہے مذکورہ بالا روایت میں قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیدہ کا یہ عمل سر دھونا اور جسم کا اوپر کا حصہ دیکھا تھا جس کا کسی محرم کے لیے دیکھنا حلال ہے۔[30]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر24: عورت کا اپنی چوٹی پر جوڑا بنانا کیسا ہے جسے کہ لوگ کعکعہ سے تعبیر کرتے ہیں؟

جواب: عین سر کے اوپر بالوں کا اس طرح سے جمع کر لینا اہل علم کے نزدیک اس نہی یا تحذیر میں شامل ہے جس کا نبی ﷺ نے اپنی اس معروف حدیث (صنفان من أهل النار لم أرهما بعد ...) میں ذکر کیا ہے اور اس میں ہے کہ عورتیں ہوں گی کپڑے پہنے ہوئے مگر ننگی، مائل ہونے والی اور مائل کرنے والی ان کے سر بختی اونٹوں کے جھکے کوہانوں کی مانند ہوں گے۔[31]

یہ حکم تو عین سر کے اوپر جوڑا بنانے کا ہے البتہ گردن پر ان کا جمع کر لینا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر عورت نے بازار وغیرہ جانا ہے تو اگر اسی حال میں جائے گی تو یہ تبرج ہوگا۔(یعنی اظہار زینت ہوگا) جو ممنوع ہے کیونکہ باوجود عبایہ (یا برقع) پہننے کے یہ پیچھے سے بطور علامت نظر آئے گا، یہ تبرج ہے اور اسباب فتنہ میں سے ہے لہذا جائز نہیں ہے۔[32]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر25: موقع بموقع عورتوں کے بالوں کی طرح طرح کے اسٹائل نظر آتے ہیں اور پھر دوسری عورتیں بھی ان کی نقالی شروع کر دیتی ہیں کہیں تو یہ بالکل مردوں کی طرح ہوتے ہیں یا طرح طرح سے رنگے ہوئے ہوتے ہیں یا انہیں بکھیر بکھیر رکھتی ہیں اور ان اسٹائلوں کے لیے

وہ بیوٹی پارلروں میں جاتی ہیں اور اس کام کے عوض وہ سو سو، ہزار ہزار ریال سے بھی زیادہ دے آتی ہیں؟

جواب: بال عورت کا حسن و جمال ہیں اور اس سے مطلوب ہے کہ وہ انہیں بنائے سنوارے اور جائز حد تک ان کو خوبصورت بنائے اور اس سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ اپنے بال بڑھائے مگر غیر محرموں کے سامنے سے چھپائے بھی۔ بالخصوص نماز میں حکم ہے۔((لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَا[33]))

"اللہ جوان عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔"

مگر انہیں کاٹنا یا مردوں کی حجامت کے مشابہہ بنانا یا ان کی کیفیت بگاڑ دیتا یا بلا ضرورت رنگنا یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔ ہاں اگر بال سفید ہو جائیں تو ضرور رنگنا چاہیے مگر کالے نہ کیے جائیں سفید بالوں کو رنگنا شرعاً مطلوب ہے مگر ان کے بنانے سنوارنے میں حد سے مبالغہ کرنا اور بیوٹی پارلروں میں جانا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے وہاں کام کرنے والے مرد ہوں یا کافر عورتیں ہوں چاہیے کہ عورت اپنے بال گھر میں خود درست کرے اس میں اس کا پردہ ہے اور لایعنی خرچ سے بچت بھی۔[34]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر26: بعض طالبات جن کے بال نرم و ملائم ہوتے ہیں وہ انہیں عمداً مصنوعی طریقے سے خشک اور کھردرے سے بنا لیتی ہے جو ان کی سہیلیوں میں معروف ہوتے ہیں ان کے اس فعل کا کیا حکم ہے خیال رہے کہ یہ سب مغرب سے آیا ہے اور ان کی نقال میں ہی ایسے کیا جاتا ہے جو یہ رسالوں میں دیکھتی ہیں؟

جواب: اہل علم فرماتے ہیں کہ بالوں کو گھنگریالے بنا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان امور میں یہی اصل ہے بشرطیکہ عورت نے کافر و فاجر عورتوں کی مشابہت میں ایسے نہ کیا ہو مگر جیسے کہ سوال میں دریافت کیا گیا ہے کہ لڑکیاں یہ سب کچھ رسائل و مجلا تمیں دیکھ کر ایسا کرتی ہیں تو اس پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اہل ایمان کی خواتین کو چاہیے کہ ان درآمد شدہ اسٹائلوں سے اپنے آپ کو بالا اور دور رکھیں۔ ان مجلات کو قطعاً اس نیت سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ معلوم ہو کہ کافر و فاجر اور ان کی نقالی کیسے اور کیا کرتی ہیں، عورت کو اس لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فقط ایک مورتی بنا لے۔

ان عورتوں کے اولیاء اور ذمہ داروں پر واجب ہے جنہیں کہ ان عورتوں کا نگہبان اور ذمہ دار بنایا گیا ہے کہ اپنی عورتوں اور بچیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ انہیں ایسے لباس اور انداز و ادا سے منع کریں جس میں کوئی خیر نہیں ہو سکتی۔[35]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

مسئلہ نمبر 27: سر کے بالوں میں ربن باندھنا یا ایسے کلپ استعمال کرنا جس سے سر کا حجم بڑھ جائے اور بالوں کی لمبائی میں اضافہ ہو جائے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: سر کے بال اکٹھے کر کے ان میں ربن باندھنا یا اس طرح کلپ لگانا جس سے سر کا حجم بڑا ہو جائے جائز نہیں ہے خواہ بال سر کے اوپر جمع کرے یا اس کی ایک جانب میں کہ اس طرح لگے گویا اس کے دو سر ہوں اور جو عورتیں اس طرح کرتی ہیں ان کے بارے میں بڑی سخت وعید آئی ہے (کہ ان کے سر ایسے ہوں جیسے کہ بختی اونٹوں کے ڈھلکے ہوئے کوہان) بختی اونٹوں کی ایک قسم ہے جن کے دو کوہان ہوتے ہیں۔ البتہ ربن باندھنا جن سے سر یا بالوں کا حجم نہیں بڑھتا بلکہ بالوں کو باندھنے کے لیے ان کی ضرورت ہوتی ہے تو بعض علماء کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ (کتاب فقہ) شرح الزاد میں ہے: (وَلَا بَأْسَ بوصلہ بِقَرَامِلِ)" اگر عورت اپنے بالوں کو دھاگوں کے موباف (پراندی/پراندہ) سے باندھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"[36]

اور قرامل (یعنی موباف/پراندے) بالوں کے علاوہ ریشمی یا غیر ریشمی دھاگوں سے بنائے جاتے ہیں، تاہم ان کا بھی چھوڑ دینا زیادہ افضل ہے تاکہ آدمی اختلاف سے نکل جائے کیونکہ بعض علماء نے اسے جائز نہیں کہا ہے۔

اور اگر یہ ربن یا کلپ حیوانات یا آلات موسیقی کی شکلوں کے ہوں تو ان کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ لباس وغیرہ میں تصویروں کا استعمال جائز نہیں ہے، سوائے اس کے کہ ان کو روندا جاتا ہو یا فرش وغیرہ پر ان کی اہانت ہوتی ہو، اور آلات موسیقی کا تلف کر دینا واجب ہے اور ان شکلوں کے ربنوں اور کلپوں کا استعمال گویا ان کو رواج دینے والی بات ہے اس میں ان کی یاددہانی اور ان کے استعمال کی دعوت ہے۔[37]

تحقیق: اس مسئلہ میں شیخ ابن نواب اور احناف کا اتفاق ہے۔

اس بحث کے یہ نتائج سامنے آتے ہیں کہ تفسیر النساء میں خواتین کے روزمرہ کے عام اور خاص مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے جن سے متعلق حنفی او سلفی آراء کو بطور جواب بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ مسائل میں سلفی اور حنفی فقہ میں مکمل اتفاق ہے مثلاً غیر مسلم مرد سے نکاح، ولی کی غیر موجودگی میں قاضی کا کردار، اور نشوز کا

حکم وغیرہ۔ کچھ مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے خصوصاً حیض کے دوران قرآن/آیات کی تلاوت یا مطالعہ۔ تحقیق کا مقصد دونوں فقہی آراء پیش کر کے مسائل کے حل میں وسعت اور تنوع پیدا کرنا ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کو گھر گھر تک پہنچایا جائے۔ جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ عورتیں اپنے مسائل کو جان کر ان کے حل کے لیے تیار ہو سکتی ہیں، اپنی زندگی کو شریعت کے احکامات کے مطابق گزار سکتی ہیں اور اپنی اولاد اور متعلقہ افراد کی بہترین تربیت کے لئے ہدایات لے سکتی ہیں۔

حواشی

[1])ادل صلاحی (ادارت)، ترتیب و ترجمہ: عبدالسلام سلامی، اسلامی طرز فکر (مسائل حیات قرآن و سنت کی روشنی میں)، ج1، ص319تا321

[2])عادل صلاحی (ادارت)، ترتیب و ترجمہ: عبدالسلام سلامی ، اسلامی طرز فکر، ج:1، ص:324

[3])عادل صلاحی (ادارت)، ترتیب و ترجمہ: عبدالسلام سلامی، اسلامی طرز فکر، ج:1، ص:328، 329

[4])عادل صلاحی (ادارت)، ترتیب و ترجمہ: عبدالسلام سلامی ، اسلامی طرز فکر، ج:1، ص:363، 364

[5])عادل صلاحی (ادارت)، ترتیب و ترجمہ: عبدالسلام سلامی ، اسلامی طرز فکر، ج:1، ص:367

[6]) فتوی کمیٹی، بحوالہ فتاویٰ برائی خواتین، ص309، 310

[7])ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، جامع ترمذی، کتاب ابواب الجمعتہ، باب ماجاء في الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن، مکتبہ قرطاس پرنٹرز لاہور، 2012ء، ج:1، رقم الحدیث:131

[8]) شیخ ابن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ والعثیمین، محمد بن صالح، جمع و ترتیب: محمد بن عبدالعزیز المسند، فتاوی برائے خواتین، ص:90

[9])ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی ، سنن ابن ماجہ، کتاب ابواب الطھارتہ وسننھا، باب ماجاء فی قرائتہ، مکتبہ دارالسلام، 1428ھ، ج:1، رقم الحدیث:596

[10])ابن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ والعثیمین، محمد بن صالح، جمع و ترتیب: محمد بن عبدالعزیز المسند، فتاوی برائے خواتین، ص:90، 91

[11])ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المختار علی الدر المختار، دار الکتب العلمیہ، ط2003ء، 1/ 172

[12])النساء:118، 119

[13])الحشر:7

[14])بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، حدیث نمبر ٥٩٣١

[15])ایضا، ص ٦٨١

16)نسائی،ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، سنن نسائی ،اسلامی اکادمی،لاہور،1985ء حدیث نمبر ٥١٤٨۔

17) ابن عثیمین،صالح بن محمد، مجموع الفتاوی والرسائل،دار الوطن،دار الثریا،ط اول، ص ١٩٢ ، ١٩٣.

18) شیخ ابن باز،عبد العزیز بن عبد اللہ و العثیمین، محمد بن صالح، جمع و ترتیب: محمد بن عبد العزیز المسند ، فتاوی برائے خواتین: ص ٤٦٠

19) شیخ ابن باز،عبد العزیز بن عبد اللہ و العثیمین، محمد بن صالح، جمع و ترتیب: محمد بن عبد العزیز المسند ، فتاوی برائے خواتین: ص ١٤٧٣

20)فتاویٰ کمیٹی، فتویٰ محمد بن عبد المقصود، ترجمہ: عمر فاروق سعیدی،احکام و مسائل خواتین،دار الابلاغ پبلشرز،ط1،ص١٨٠.

21)ایضا.

22) مجلس افتاء ایضا ص: ٦٨٢.

23)ابن عثیمین،صالح بن محمد، مجموع الفتاوی والرسائل،ایضا.

24) مجلس افتاء،ایضا،ص٦٨٣.

25)الألباني ،ناصر الدین،ایضا،ص ٦٨٥

26)الفوزان،صالح بن فوزان،ایضا.

27) مجلس افتاء ایضا، ص ٤٨٦.

28)مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة و غسل الرجل والمراة في إناءواحد في حالة واحدة و غسل احدهمابفضل الآخر، کتاب الحیض، حدیث نمر:728۔

29) سیوطی، جلال الدین، شرح سیوطي على مسلم،دار ابن عفان، سعودی عرب،ط1، ٢/ ٨٠

30)محمد بن ابراھیم،ایضاص٦٨٦تا٦٨٩

31)مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات، حدیث نمبر ٢١٢٨

32)ابن عثیمین،ایضا: ٦٨٩ - ٦٩٠

33)ابو داود، سنن ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب المراۃ تصلی بغیر خمار، مکتبہ دار السلام،1427ھ،ج:1،رقم الحدیث:641

34) صالح بن فوزان ایضا،ص ٦٩١.

35) ابن عثیمین، محمد بن صالح، ایضا، ص٦٩٣.

36)البہوتی، منصور بن یونس،الروض المربع شرح زاد المستقنع ،دار المؤید-ریاض،ط1، ١/١٦.

37)صالح بن فوزان ایضا: ٦٩٥

1. Adil Salahi (Idaarat), Tarteeb o Tarjuma: Abdul Salam Salami, Islami Tarz-e-Fikr (Masa'il-e-Hayat Qur'an o Sunnat ki Roshni mein), Jild 1, Safha 319–321
2. Adil Salahi (Idaarat), Tarteeb o Tarjuma: Abdul Salam Salami, Islami Tarz-e-Fikr, Jild 1, Safha 324
3. Adil Salahi (Idaarat), Tarteeb o Tarjuma: Abdul Salam Salami, Islami Tarz-e-Fikr, Jild 1, Safha 328, 329
4. Adil Salahi (Idaarat), Tarteeb o Tarjuma: Abdul Salam Salami, Islami Tarz-e-Fikr, Jild 1, Safha 363, 364
5. Adil Salahi (Idaarat), Tarteeb o Tarjuma: Abdul Salam Salami, Islami Tarz-e-Fikr, Jild 1, Safha 367
6. Fatwa Committee, Bihawalah Fatawa Baraye Khawateen, Safha 309, 310
7. Tirmizi, Abu Eisa Muhammad bin Eisa, Sunan Tirmizi, Jami‘ Tirmizi, Kitab Abwaab al-Jumu‘ah, Bab: Ma Ja'a fil Janub wal Ha'iz annahuma la yaqra'ani al-Qur'an, Maktabah Qurtas Printers Lahore, 2012, Jild 1, Hadith No. 131
8. Shaykh Ibn Baz, Abdul Aziz bin Abdullah & al-Uthaymeen, Muhammad bin Salih, Jam‘ wa Tarteeb: Muhammad bin Abdul Aziz al-Masnad, Fatawa Baraye Khawateen, Safha 90
9. Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Kitab Abwaab al-Taharah wa Sunnanha, Bab: Ma Ja'a fi Qira'atih, Maktabah Darussalam, 1428H, Jild 1, Hadith No. 596
10. Ibn Baz & al-Uthaymeen, Jam‘ wa Tarteeb: Muhammad bin Abdul Aziz al-Masnad, Fatawa Baraye Khawateen, Safha 90, 91
11. Ibn Abidin, Muhammad Amin bin Umar, Radd al-Muhtar ‘ala al-Durr al-Mukhtar, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2003, 1/172
12. Al-Nisa: 118, 119
13. Al-Hashr: 7
14. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Libas, Bab al-Mutafallijaat lil-Husn, Hadith No. 5931
15. Ayzan, Safha 681
16. Nasa’i, Abu Abdur Rahman Ahmad bin Shu‘aib, Sunan Nasa’i, Islami Academy Lahore, 1985, Hadith No. 5148
17. Ibn Uthaymeen, Salih bin Muhammad, Majmu‘ al-Fatawa wal-Rasa’il, Dar al-Watan, Dar al-Thurayya, First Edition, Safha 192, 193
18. Shaykh Ibn Baz & Ibn Uthaymeen, Jam‘ wa Tarteeb: Muhammad bin Abdul Aziz al-Masnad, Fatawa Baraye Khawateen, Safha 460
19. Shaykh Ibn Baz & Ibn Uthaymeen, Jam‘ wa Tarteeb: Muhammad bin Abdul Aziz al-Masnad, Fatawa Baraye Khawateen, Safha 1473
20. Fatawa Committee, Fatwa Muhammad bin Abdul Maqsood, Tarjuma: Umar Farooq Saeedi, Ahkam o Masa'il-e-Khawateen, Dar al-Iblagh Publishers, First Edition, Safha 180
21. Ayzan
22. Majlis Ifta, Aydan, Safha 682
23. Ibn Uthaymeen, Majmu‘ al-Fatawa wal-Rasa’il, Aydan
24. Majlis Ifta, Aydan, Safha 683
25. Al-Albani, Nasir al-Din, Aydan, Safha 685
26. Al-Fawzan, Salih bin Fawzan, Aydan
27. Majlis Ifta, Aydan, Safha 486

28. Muslim, Muslim bin Hajjaj al-Qushayri, Bab al-Qadr al-Mustahabb min al-Ma' fi Ghusl al-Janabah… Kitab al-Hayd, Hadith No. 728
29. Suyuti, Jalal al-Din, Sharh Suyuti 'ala Muslim, Dar Ibn Affan, Saudi Arabia, First Edition, 2/80
30. Muhammad bin Ibrahim, Aydan, Safha 686–689
31. Muslim, Muslim bin Hajjaj al-Qushayri, Sahih Muslim, Kitab al-Libas wal-Zinah, Bab al-Nisa' al-Kasiyat al-'Ariyat…, Hadith No. 2128
32. Ibn Uthaymeen, Aydan: Safha 689–690
33. Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Kitab al-Salat, Bab al-Mar'atu Tussalli bighayr Khimar, Maktabah Darussalam, 1427H, Jild 1, Hadith No. 641
34. Salih bin Fawzan, Aydan, Safha 691
35. Ibn Uthaymeen, Muhammad bin Salih, Aydan, Safha 693
36. Al-Buhuti, Mansur bin Yunus, al-Rawd al-Murabba' Sharh Zad al-Mustaqni', Dar al-Muayyad, Riyadh, First Edition, 16/1
37. Salih bin Fawzan, Aydan: Safha 695